U13024. 12-12-07

Title - MASNAVI LEHER ISHQ URF ZEHER ISHQ

Creator - Mirza Shauq Lucknavi

Publisher - Mustafai Press (Muzaffar Nagar).

Date - N.A.

Pages - 32

Subject - Urdu Shayari - Masnaviyaat

لہرِ عشق

عرف

زہرِ عشق

مصنفہ مرزا شوق مرحوم لکھنوی

باہتمام محمد جمیل خان پرنٹر

مصطفائی الیکٹرک پریس مظفر نگر میں چھپا

ملنے کا پتہ:- محمد جمیل خان محمد شریف خان تاجر کتب مالک مصطفائی پریس بازار نواب گنج مظفر نگر

یاد اتنی تمہیں دلاتے جائیں
پان کل کے لئے لگاتے جائیں

مثنوی

زہر عشق باتصویر

حسب فرمائش برادر عزیز محمد شریف خان تاجر کتب
بازار نواب گنج مظفر نگر

باہتمام محمد جمیل خاں پرنٹر
مصطفائی پریس مظفر نگر میں چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھ قلم سے پہلے حمد رب ودود
کہ ہر اک جا پہ ہے وہی موجود

ذات معبود جاودانی ہے
باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے

ہمسر اس کا نہیں ندیم نہیں
سب ہیں حادث کوئی قدیم نہیں

مدح احمد زباں پہ کیونکر آئے
بحر کوزے میں کس طرح سے سمائے

ذات احمد کو کوئی کیا جانے
یا علی جانے یا خدا جانے

مدح احمد میں کھولے جو دہن
اس سے آگے نہیں ہے جائے سخن

کون حیدر کا مرتبہ سمجھا
کوئی بندہ کوئی خدا سمجھا

ہے بنا جب سے گلشن ایجاد
ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد

رنگ خوبی عطا کیا گل کو
درد اور نالہ بخشا بلبل کو

ماہ کو نور لطف ہالے کو
چشم نرگس کو داغ لالے کو

راستی کی عطا صنوبر کو
پیچ سنبل کو آب گوہر کو

سختی ساری بتوں کے دل میں دی
الفت انساں کے آب و گل میں دی

عشق سے کون ہے بشر خالی
کر دے اس نے گھر کے گھر خالی

پڑتے ہیں اس میں جان کے لالے
ڈالتا ہے جگر میں تبخالے

جو کہ واقف تھے سب قرینوں سے
خاک چھنوائی ان حسینوں سے

اس سے امید رکھنا ہے بیجا
بھائی مجنوں سے کیا سلوک کیا

منہ سے کرنے نہ دی فغاں اس نے
مارے چن چن کے نوجواں اس نے

اس نے جس سے ذرا تپاک کیا
سب سے پہلے اسے ہلاک کیا

آتش ہجر سے جلاتا ہے — آگ پانی میں یہ لگاتا ہے

مار ڈالا تماشہ بینوں کو — زہر کھلوا دیا حسینوں کو

بس میں ڈالے نہ کیوں یہ اسکے — رحم دل میں نہیں ذرا اسکے

آغاز داستان

ایک قصہ عجیب لکھتا ہوں — داستان غریب لکھتا ہوں

تازہ اس طرح کی حکایت ہے — سننے والوں کو جس سے حیرت ہے

جس محلے میں تھا ہمارا گھر — رہتے تھے ایک وہاں پہ سوداگر

مرد اشراف صاحب دولت — تاجروں میں کمال ذی عزت

غم نہ تھا کچھ فراغ بالی سے — تھے بہت خاندان عالی سے

ایک دختر تھی اس کی ماہ جبیں — شادی اسکی کہیں ہوئی تھی نہیں

سبزہ نخل گل جوانی تھا — حسن یوسف فقط کہانی تھا

اس سن و سال پر کمال خلیق — چال ڈھال انتہا کی نستعلیق

ثانی رکھتی نہ تھی وہ صورت میں — غیرت حور تھی حقیقت میں

چشم بد دور وہ حسیں آنکھیں — رشک چشم غزال ہیں آنکھیں

تھا جو ماں باپ کو نظر کا ڈر — آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے ادھر

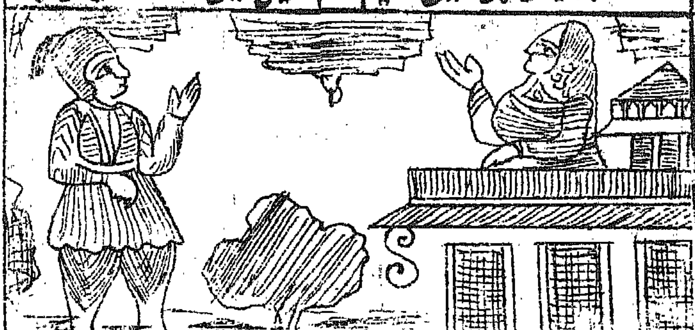
تھی زمانے میں بے عدیل و نظیر — خوش گلو خوش جمال خوش تقریر

تھا نہ اس شہر میں جواب اسکا — حسن لاکھوں میں انتخاب اسکا

شعر گوئی سے ذوق رہتا تھا — لکھنے پڑھنے سے شوق رہتا تھا

زلف گیسو کی لہر آفت تھی
تھا یہ اس گل کا جامۂ زیب بدن
سارا گھر اس پہ رہتا تھا قربان
نور آنکھوں کا دل کا چین تھی وہ
ایک دن چرخ پر جو ابر آیا
کھل گیا جب برس گئے وہ بادل
دل ہرا بیٹھے بیٹھے گھبرایا
خفقان دل کا جو بڑھنے لگا
دیکھا اک سمت جو اٹھا کے نظر
ساتھ ہمجولیاں بھی تھیں دو چار

جو ادا اس کی تھی قیامت تھی
سادی پوشاک میں تھے سو جوبن
روح گرماں کی تھی تو باپ کی جان
راحتِ جان والدین تھی وہ
کچھ اندھیرا سا ہر طرف چھایا
قوس تب آسماں پہ آئی نکل
سیر کرنے کو بام پر آیا
اس طرف اُس طرف ٹہلنے لگا
سامنے تھی وہ دخترِ سوداگر
دیکھتی تھیں وہ آسماں کی بہار



بام سے کچھ اترتی جاتی تھیں
رہ گئی جب اکیلی وہ گلرو
ہوئی سیری جو اس کی چار نگاہ

چہلیں آپس میں کرتی جاتی تھیں
نگراں اس کی ہوئی جو سرو
منہ سے بیساختہ نکل گئی آہ

حال دل کا کہا نہیں جاتا
ہوا گو کلام فیما بین
تیر الفت کا جو لگا کاری
سامنے وہ کھڑی تھی ماہ منیر
تاب نظارہ اتنی لا نہ سکا
دیکھتا اس کو بار بار تھا میں
گو میں رو کے ہوئے ہزار رہا
اسی صورت سے ہو گئی جب شام
بیٹھی ناحق بی ہولیں کھاتی ہیں
گیسو ہر خم ہوا سے ہلتے ہیں
سن کے لونڈی کے منہ سے یہ پیغام
اس کا جلوہ نہ جب نظر آیا
شام سے پھر سحر کی مر مر کے
پڑ گیا دل میں غم سے اک ناسور
دن میں سو بار بام پر جانا
جب نہ دیکھا وہاں پہ وہ گلرو
لاکھ چاہا نہ ہو سکا دل سخت
گذرے کچھ دن جو رنج سہہ کے ہارے
ہو گئی پھر تو ایسی حالت زار

خوب سنبھلا نہیں غش آجاتا
روح قالب میں ہو گئی بے چین
اشک بیساختہ ہوئے جاری
چپ کھڑا تھا میں صورت تصویر
کہ اشارہ سے بھی بلا نہ سکا
محو حسن جمال یار تھا میں
دل میں لیکن نہ اختیار رہا
لائی پاس اس کی اک کنیز پیام
اماں جان آپ کی بلاتی ہیں
چلئے اب دونوں وقت ملتے ہیں
گئی کوٹھے سے نیچے وہ گلفام
میں بھی روتا ہوا اتر آیا
شب وہ کاٹی خدا خدا کر کے
یہی اس دن سے پڑ گیا دستور
دیکھنا بہالنا سے چلے آنا
فرط غم سے نکل پڑے آنسو
نے تسکین ہوئی آمد و رفت
زرد رخسار ہو گئے سارے
جیسے برسوں کا ہو کوئی بیمار

دل کو غم سے تھی خود فراموشی
لگ گئی لب پہ مُہر خاموشی

نہ رہا دل کو ضبط کا یارا
سر چھپاں جا بجا ڈر کے ویسے مارا

رنج لاکھوں طرح کے سہتے تھے
لب سے تھے خاموش اشک بہتے تھے

ہجر سے غیر ہو گئی حالت
غم سے بالکل بدل گئی صورت

ہوا حیران اپنا بیگانہ
جس نے دیکھا مجھے نہ پہچانا

دیکھے ماں باپ نے جو یہ انداز
روح قالب سے کر گئی پرواز

پوچھا مجھ سے یہ کیا ہے حال ترا
کس طرف سے بندھا خیال ترا

سچ بتا دے کہ دھیان کس کا ہے
دل میں غم میری جان کس کا ہے

رنج کس شعلہ رو کا کھاتے ہو
شمع کی طرح سے پگھلے جاتے ہو

زرد چہرہ ہے ارغواں کی طرح
ٹکڑے پوشاک ہے کتاں کی طرح

کونسی ماہ رو پہ مرتے ہو
سچ کہو کس کو پیار کرتے ہو

یہ کہو مہ جبیں ملا ہے کون
تم کو ایسا حسیں ملا ہے کون

کھاتے ہو پیتے ہو نہ سوتے ہو
روز اُٹھ اُٹھ کے شب کو روتے ہو

نہیں معلوم کون ہے وہ چھنال
کر دیا میرے لعل کا یہ حال

میرے بچے کی جو کڑھائے جان
سات بار اس کو میں کروں قربان

اللہ آمیں سے ہم تو یوں پالیں
آپ آفت میں جان کو یوں ڈالیں

تیرے بچپے کی تلخ سب اوقات
دن کو دن سمجھا اور نہ رات کو رات

پالا کس کس طرح تمہیں جانی
کون منت تھی جو نہیں مانی

روشنی مسجدوں میں کرتی تھی
جا کے درگاہ چوکی بھرتی تھی

اب جو نام خدا جوان ہوئے
ہاں میاں سچ ہے یہ خدا کی شان
ہم تو یوں پھونک پھونک رکھیں قدم
ہم یہاں رنج و غم میں روتے ہیں
یوں مٹاؤ گے جان کر ہم کو
دیکھتی ہوں جو تیرا حال زبوں
یوں تو برباد تو شباب نہ کر
کچھ تو کہہ ہم سے اپنے قلب کا حال
دل ہوا تیرا شیفتہ کس کا
کیسا دو دن میں جی نڈھال ہوا
آئینہ تو اٹھا کے دیکھ ذرا
سدھ نہ کھانے کی ہے نہ پینے کی
کس کی الفت میں ہے یہ حال کیا
دل پہ گزرا ہے کیا ملال تو کہہ
یوں ہی گر ہو گیا تو سودائی
ایسے دیوانے کو بھریگا کون
کر دیا کس نے ایسا آوارہ
آگے تو یہ نہ تھا ترا دستور
میرے تو دیکھ اڑ گئے اوسان

ایسے مختار میری جان ہوئے
تم کرو جان بوجھ کر ہلکان
آپ دیتے پھریں ہر ایک پہ دم
آپ غیروں پہ جان کھوتے ہیں
تھی نہ اس روز کی خبر ہم کو
خشک ہوتا ہے میرے جسم کا خون
مٹی ماں باپ کی خراب نہ کر
کس کا بھایا ہے تجھ کو حسن و جمال
سچ بتا ہے فریفتہ کس کا
وائی بندی کا کیا یہ حال ہوا
ستّ گیا دو ہی دن میں منہ کیسا
کونسی ہے امید جینے کی
کچھ نہ ماں باپ کا خیال کیا
منہ سے ناشدنی اپنا حال تو کہہ
دور پہونچیگی اس کی رسوائی
شادی اور بیاہ پھر کرے گا کون
کہ نہیں بنتا اب کوئی چارہ
کس سے سیکھا ہے اسطرح کا اصول
لیلیٰ مجنوں کے تو نے کاٹے کان

باتیں یہ والدین کی سُنکر لگا اک اور قلب پر نشتر
شرم کے مارے منہ کو ڈھانپ لیا کچھ نہ ماں باپ کو جواب دیا
گذرا یاں تک تو یہ ہمارا حال اب بیاں اُنکا ہوتا ہے احوال
میں یا تو کھائے ہوئے تھا عشق کا تیر پر ہوئی ان کے دل پہ یہ تاثیر
چھلکے آنکھوں کے دونوں پیمانے دل لگا آپ ہی آپ گھبرانے
آتشِ عشق سے اُٹھا جو دھواں باتوں باتوں میں بڑھ گیا خفقان
گوشِ فریادِ قلب سننے لگا خود بخود ہاتھ پاؤں دھنسنے لگا
درد و غم دل کو آگیا جو پسند سونا راتوں کا ہوگیا سوگند
سوچ اُلفت اسے ڈبونے لگی ایک اُلجھن سی دل کو ہونے لگی
گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز آتشِ ہجر ہو گئی دل سوز
داغ جوں جوں جگر کے جلتے تھے اشک گرم آنکھ سے نکلتے تھے
گرم نالے تھے لب پہ آہ تھی سرد دل میں ہوتا تھا میٹھا میٹھا درد
یوں تڑپتا تھا اسکے سینہ میں دل جس طرح لوٹے جا کے بسمل
ہو گئی جب کمال حالت زار شب کو رہنے لگا اُسے بھی بخار
سچ ہے کس طرح جی اُداس نہ ہو کوئی ہمراز بھی جو پاس نہ ہو
نہ رُکا اس سے رونے سے دل زار جی میں باقی رہا نہ صبر و قرار
لکھنے پڑھنے سے تھا جو اسکو شوق سوجھی پر دل میں اک لکھا خط شوق
بھیجا مجھ کو وہ سے خط نامہ ڈر سے لکھا مگر نہ سر نامہ
ایک نامہ کہ آکے چپکے سے خط دیا اُن کا ہاتھ میں سیرے

کھول کر میں نے جو اسے دیکھا
کچھ عجب درد سے یہ لکھا تھا
ہو یہ معلوم تم کو بعد سلام
فرقت غم سے دل ہے بے آرام
اپنے کوٹھے پہ تو نہیں آتا
دل ہمارا بہت ہے گھبراتا
شکل دکھلا دے کبریا کے لئے
بام پر آ ذرا خدا کے لئے

اس محبت پہ ہو خدا کی مار
جس نے یوں کر دیا مجھے ناچار
سارے الفت نے کھو دیے اوسان
ورنہ میں لکھتی یہ خدا کی شان

اب کوئی اس میں کیا دلیل کرے
جس کو چاہے خدا ذلیل کرے
پڑھ کے میں نے لکھا یہ اسکو جواب
کیا لکھوں تمکو اپنا حال خراب
بن گئی یاں تو جان پر میری
خوب لی آپ نے خبر میری
ہجر میں مر گئے زندگانی کی
اب بھی پوچھا تو مہربانی کی
جب سے دیکھا ہے آپ کا دیدار
دل سے جاتا رہا ہے صبر و قرار
روز تپ سے بخار رہتا ہے
سر پہ اک جن سوار رہتا ہے
پوچھتا ہے جو کوئی میرا حال
اور ہوتا ہے مرے دل کو ملال
کہوں کس کس سے اس کہانی کو
آگ لگ جائے اس جوانی کو
ہو گئی ہے کچھ ایسی طاقت طاق
اٹھ نہیں سکتا بار رنج فراق
ہل کے پانی پیا نہیں جاتا
ورنہ حکم آپ کا بجا لاتا
پاتا طاقت جو طالب دیدار
بام پر آتا دن میں سو سو بار
تیرے قدموں کی ہوں قسم کھاتا
ہو گئیں دو دو پہر نہیں آتا
پہونچا جس وقت سے ترا مکتوب
زندگی کا بندھا ہے کچھ اسلوب

رنج راحت سے گر بدل جائے
پیش قدمی جو تم نے کی مرے ساتھ
نہیں کچھ اس میں آپکا ہے قصور
عشق کا ہے اثر مرے واللہ
تم تو وہ لوگ ہوتے ہو جلاد
نہیں ممکن تمہارا بل جائے
اب میں لکھتا ہوں آپ کو یہ حضور
اسمیں غفلت کی تو نے گر اے ماہ
غیر سے تم سے مری حالت
دل پہ آفت عجیب آئی ہے
جان کو کس گھڑی قرار آیا
طیش دل نے کر گیا ہشیار
دلمیں وحشت نے کچھ تو مارا جوش
آشنا دوست آ گئے جب کبھو
جھوٹ سمجھیں اسے حضور نہیں
مر گئے ہم تو رنج فرقت سے
ہو گیا ہے کسی کا حال برا
اب سمجھی یہ آپ سے تحریر
سختیاں ہجر کی بدل جائیں

کیا عجب ہے جو دل سنبھل جائے
اس میں ذلت کی کونسی ہے بات
میری الفت کا یہ اثر ہے حضور
ورنہ تم کہتیں یہ معاذ اللہ
نہیں سنتے کوئی کرے فریاد
دم بھی عاشق کا گر نکل جائے
وصل کی فکر چاہیے ہے ضرور
حال ہوگا مرا اگر تباہ
غم اٹھانے کی اب نہیں طاقت
جان بچ جائے تو خدائی ہے
عشق نے فرصت جو دی بخار آیا
وہم آنے لگے ہزار ہزار
وہ بھی جاتے رہے جو آئے ہوش
جس نے دیکھا نکل پڑے آنسو
جان جاتی رہے تو دور نہیں
پر خبر کی نہ اپنی حالت سے
کوئی مر جائے تم کو کیا پروا
ہے یہ لازم کہ وہ کرو تدبیر
دل کی سب حسرتیں نکل جائیں

دیکھے خط میں نے یہ کہا اس سے
پہونچا جب اس تلک مرا مکتوب
پھر کیا یہ جواب میں تحریر
ذکر ان باتوں کا یہاں کیا تھا
ایسی باتیں تھیں کب یہاں منظور
یہ لکھے تھے فقط ہنسی کے کلام
مجھکو ایسی تھی تیری کیا پرواہ
بات تھی یہ کمال عقل سے دور
تم پہ میں مرتی کیا قیامت تھی
میری جانب سے یہ گماں کیا خوب
یہ نہ سمجھے کہ ماجرا کیا ہے
کالا دانہ ذرا اُتر والو
تجھ پہ مرتے بھی گر مرے بدخواہ
جان باپوش سے نکل جاتی
ایسی باتوں میں ہوتا ہے بدنام
سچ آجاتا ہے اسی کے سے
کیا سمجھ کر لکھا تھا یہ مضمون
جی میں ٹھانی ہے کیا بتاؤ تو
مالزادی نہیں یہاں کوئی

جلد اس کا جواب لا اُس سے
ہنس کے بولی کہ واہ واہ کیا خوب
کچھ تھا تو ہنس کے دامن گیر
چھیڑنے کو ترے یہ لکھا تھا
تھا فقط تیرا امتحاں منظور
ورنہ ان باتوں سے مجھے کیا کام
بام پہ تو بلا ہے آکر نہ آ
جھوٹ سے لکھتے پہ ہو گئے مغرور
کیا مرے دشمنوں کی شامت تھی
جھوٹ تم سے ہے بہت مرغوب
یوں بھی کوئی کسی کو لکھتا ہے
رالی نون اس سمجھ پہ کر ڈالو
یوں نہ لکھتی کبھی معاذ اللہ
پر طبیعت نہ یوں بدل جاتی
پھر نہ لکھنے لگا اس طرح کے کلام
نہ پڑے آدمی کبھی جلد سے
اچھی ہوتی نہیں ہے اتنی دون
جانتی کیسی کوئی سمجھے بھو
جو کہے تم سے کہ میاں کوئی

دیکھ تجھ پر نہیں لا سکے آپ
طالب وصل جو ہوئے ہم سے
رہا کچھ روز تو یہی تجھ پر
ہوئے اُس گل سے وصل کا اقرار
جو کہا تھا ادا کیا اُس نے
رات بھر میرے گھر میں رہ کے گئی

خوب جلدی مزہ میں آگئے آپ
کیا ہے سادہ مزاج ہم تم سے
پھر موافق ہوئی مری تقدیر
اُٹھ گئی درمیاں سے سب تکرار
وعدہ اک دن وفا کیا اُس نے
صبح کے وقت پھر یہ کہہ کے گئی



بات اس دم کی یاد رکھئے گا
بگڑے گی جب نہ کچھ بن آئے گی
لو مری جان جاتی ہوں اب تو
جو خدا پھر ملائے گا تم سے
[illegible] کے دیا یہ اُس کو جواب
کہتی تم کیا ہو یہ خدا نہ کرے
عمر بھر ہم وفا نہ توڑیں گے

ایک دن یہ مزا بھی چکھئے گا
آپ کے پیچھے جان جائے گی
یاد رکھئے گا میری صحبت کو
تو کہوں گی بہر حال آ تم سے
نہ کرو دل کو اس قدر بیتاب
یہ ستم ہووے کیا پیا نہ کرے
زندگی بھر نہ منہ کو موڑیں گے

پیار کرتی جو تھی وہ غیرت حور — رکھا ملنے کا اس نے یہ دستور
پنجشنبہ کو جاتی تھی درگاہ — وان سے آتی تھی پھر گھر وہ ماہ
عیش ہونے لگے مرے ان سے — غیر جلنے لگے یہ سن سن کے
اتفاق ایسا پھر ہوا ناگاہ — دو مہینے تلک نہ آئی وہ ماہ
قطع سب ہو گئے پیام و سلام — نہ رہی شکل راحت و آرام
طبع کو ہو گئی پریشانی — عقل کو تھی عجیب حیرانی
دل کو تشویش تھی جو حد سے زیاد — دفعتاً پڑ گئی یہ کیا افتاد
تھی نہ مجھ سے یہاں کسی کو لاگ — کس نے اس طرح کی لگائی آگ
دل میں اس کے یہ کس نے بل ڈالا — جو مرے عیش میں خلل ڈالا
کچھ تو ایسا ہوا ہے افسانہ — جو یہاں تک نہ ہو سکا آنا
نہیں معلوم کیا پڑی افتاد — جو فراموش کی ہماری یاد
کون ایسا ہے جائے گھر اسکے — کس کو بھیجوں مکان پر اسکے
کیوں نہ بیزار ہوں میں جینے سے — نہیں دیکھا ہے دو مہینے سے
جان آنکھوں میں کھنچ کے آئی ہے — اب نہیں طاقت جدائی ہے
کر لیا ہو سکا جہاں تک صبر — اب کہو دل کرے کہاں تک جبر
دو مہینہ نہ دیکھے جب گل کو — چین کس طرح آئے بلبل کو
رات پھر کس طرح گذاری جائے — کسطرح دل کی بیقراری جائے
طبع پھر کس طرح بہل جائے — جسم سے روح جب نکل جائے
آئی نوچندی اتنے میں ناگاہ — اس بہانہ سے آئی وہ درگاہ

بس کہ مرتی تھی نام پر میرے
چھپ کے آئی وہاں سے گھر میرے
تھی نہ فرصت جو اشکباری سے
اوتری روتی ہوئی سواری سے
پھر لپٹ کر مرے گلے اک بار
حال کرنے لگی وہ یوں اظہار

وصیت کرنا دختر سوداگر کا

اقربا میرے ہو گئے آگاہ
تم سے ملنے کی اب نہیں کوئی راہ
مشورے ہو رہے ہیں آپس میں
بھیجتے ہیں تجھے بنارس میں
وہ چھٹے ہم سے جسکو پیار کریں
جبر کیونکر یہ اختیار کریں
گو ٹھکانے نہیں ہیں ہوش و حواس
پر یہ کہنے کو آئی ہوں تیرے پاس



جائے عبرت سرائے فانی ہے
مورد مرگ نوجوانی ہے
اونچے اونچے مکان تھے جنکے
آج دیکھے تو خار بالکل تھے
جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم
آج اس جا ہے آشیانۂ بوم
بات کل کی ہے نوجواں تھے جو
صاحب نوبت و نشاں تھے جو
آج خود ہیں نہ ہے مکاں باقی
نام کو بھی نہیں نشاں باقی

غیرت حور مہ جبیں نہ رہے
ہے مکان گر تو مکیں نہ رہے

جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم
ہوئے جا جا کے زیر خاک مقیم

کوئی لیتا نہیں ہے اب یہ نام
کونسی گور میں گیا بہرام

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

کل جو رکھتے تھے اپنے سر پہ تاج
آج ہیں فاتحہ کو وہ محتاج

تھے جو خود سر جہان میں مشہور
خاک میں مل گیا سب ان کا غرور

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے

تھے جو مشہور قیصر و فغفور
باقی ان سے نہیں نشان قبور

تاج میں جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسۂ سر

رشک یوسف جو تھے جہاں میں حسیں
کھا گئے ان کو آسمان و زمیں

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
یہی دنیا کا کارخانہ ہے

ہے نہ شیریں نہ کوہکن کا پتہ
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتہ

بوئے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلیٰ ہے

صبح کو طائران خوش الحان
پڑھتے ہیں کل من علیہا فان

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

زندگی بے ثبات ہے اس میں
موت عین حیات ہے اس میں

ہم بھی گر جان دیدیں کھا کر سم
تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم

دل کو پہیلیوں میں بہلانا
یا میری قبر پہ چلے آنا

جاکے رہنا نہ اس مکاں سے دور
روح بھٹکے گی گر نہ پاسے گی
روکے رہنا بہت طبیعت کو
ضبط کرنا اگر ملال رہے
میرے مرنے کی جب خبر پانا
جمع ہولیں سب اقربا جسدم
کہے دیتی ہوں جی نہ کھونا تم
ہوگئے تم اگرچہ سودائی
لاکھ تم کچھ کہو نہ مانیں گے
طعنہ زن ہونگے سب غریب امیر
سامنا ہو ہزار آفت کا
جب جنازہ مرا عزیز اُٹھائیں
میری نسبت پہ دھیان رکھیے گا
تذکرہ کچھ نہ کیجیے گا مرا
اشک آنکھوں سے مت بہائیگا
رنگ دل کے بدل نہ جائیں کہیں
ساتھ چلنا نہ سر کے بال کھلے
ہوے آتش کے ہیں یہ پرکالے
ذکر سنکر مرا نہ رو دینا

ہم جو مر جائیں تیری جاں سے دور
ڈھونڈھتے کس طرف کو جاؤگی
یاد رکھنا مری نصیحت کو
میری رسوائی کا خیال رہے
یوں نہ دوڑے ہوئے چلے آنا
رکھنا اسوقت تم وہاں یہ قدم
ساتھ تابوت کے نہ رونا تم
دور پہونچے گی اس کی رسوائی
لوگ عاشق ہمارا جانیں گے
قبر پہ بیٹھنا نہ ہوکے فقیر
پاس رکھنا ہماری عزت کا
آپ بیٹھے وہاں نہ اشک بہائیں
بند اپنی زبان رکھیے گا
نام منہ سے نہ لیجیے گا مرا
ساتھ غیروں کی طرح جائیے گا
منہ سے نالے نکل نہ جائیں کہیں
تاکسی شخص پر نہ حال کھلے
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے
میری عزت نہ یوں ڈبو دینا

رنج فرقت مرا اُٹھا لینا
ہوگا کچھ میری یاد سے نہ حصول
رنج کرنا نہ میرا میں قربان
دے نہ اسکو خدا کبھی کوئی درد
دل میں کڑھنا نہ مجھ سے چھوٹ کے تم
آکے رو لینا میری قبر کے پاس
آنسو چپکے سے دو بہا لینا
اگر آجائے کچھ طبیعت پر
غنچہ دل مرا کھلا جانا
رو کے کرنا نہ اپنا حال زبوں
دیکھئے کس طرح پڑے گی کل
میرے مرقد پہ روز آنا تم
ہے یہ حاصل سب اپنی باتوں کے
عمر بھر کون کس کو روتا ہے
کبھی آجائے گر ہمارا دھیان
دل میں کچھ آنے دیجیو نہ ملال
رنج راحت جہاں میں توام ہے
ہے کسی جا پہ جشن شام و پگاہ
مرگ کا کس کو انتظار نہیں

دل کسی اور جا لگا لینا
دل کو کر لینا اور سے مشغول
سن لو گر اپنی جان ہو تو جہاں
ہوتا نازک کمال ہے دل مرد
جان دینا نہ گھونٹ گھونٹ کے تم
تا نکل جائے تیرے دل کی بھڑاس
قبر میری سے گلے لگا لینا
پڑھنا قرآن میری تربت پر
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
تا نہ ہو جائے دشمنوں کو حصول
سخت ہوتی ہے منزل اول
فاتحہ سے نہ ہاتھ اُٹھانا تم
مٹی دینا تم اپنے ہاتھوں سے
کون صاحب کسی کا ہوتا ہے
جانا ہمپہ ہو گئی قربان
خواب دیکھا تھا مجھ پہ یہ خیال
کبھی شادی ہے اور کبھی غم ہے
ہے کسی جا صدائے نالہ و آہ
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

پھر ملاقات دیکھیں ہو کہ نہ ہو
خوب سا آج دیکھ بھال لو تم
آج اچھی طرح سے کر لو پیار
دل میں باقی رہے نہ کچھ ارماں
حشر تک ہوگی پھر یہ بات کہاں
ہم تو مشکل سے پوچھ کے جی ہیں آئے
دل کو اپنے کرو ملول نہیں
ہمکو بگاڑے جو اپنے دلکو کڑا ہائے
صبر تم کر لو مرے ابھی بیٹا
باہیں دونوں گلے میں ڈال لو تم
پھر خدا جانے کیا مصیبت سے
کس کو کل بیٹھا کر دو گے پیار
کل گلے سے لگاؤ گے
حال کس کا سناؤ گی آ کر
ہم تو اٹھتے ہیں اس مکان سے کل
یاد اتنی تمہیں دلاتے جائیں
ہو چکا آج جو کہ ہونا تھا ہونا
خاک میں ملتی ہے یہ صورت عشق
دیکھ لو آج ہمکو جی بھر کے

آج دل کھول کے گلے مل لو
دل کی سب حسرتیں نکال لو تم
مر نکل جائے کچھ تو دل کا بخار
خوب مل لو گلے ہیں قرباں
ہم کہاں تم کہاں یہ رات کہاں
پھر خدا جانے کیا نصیب ہو کیا
رونے دھونے سے کچھ حصول نہیں
ہمکو ہے کرتے جو اتفاق بھائی
دل بہت سے کچھ ہیں رو لینا
کچھ جو ارماں ہوں نکال لو تم
اتنی صحبت بہت غنیمت ہے
کس کی لو گے بلائیں تم ہر بار
یوں کسے گود میں بٹھاؤ گے
کس کو ماما بلائے گی آ کر
اب تو جاتے ہیں اس جہان سے کل
پیار کل کے لیے لگاتے جائیں
کل لبائیں گے قبر کا کونا
پھر کہاں ہم کہاں یہ صحبت عشق
کوئی آتا نہیں ہے پھر مر کے

ختم ہوتی ہے زندگانی آج ۔ خاک میں ملتی ہے جوانی آج
چپ رہو کیوں عبث ہی روتے ہو ۔ مفت کا ہیکو جان کھوتے ہو
سمجھو اس کو شب برات کی رات ۔ ہم ہیں مہمان تمہارے آج کی رات
چین دل کو نہ آئے گا تجھ بن ۔ اب کے بچھڑے ملیں گے حشر کے دن
اب تم اتنی دعا کرو میری جان ۔ کل کی مشکل خدا کرے آسان
سہیں اٹھایا نہ زندگانی کا ۔ نہ ملا کچھ مزا جوانی کا
دل میں لیکر تمہاری یاد چلے ۔ باغ عالم سے نامراد چلے
کہتی ہے بار بار ہمت عشق ۔ ہے یہی مقتضائے غیرت عشق
چارپائی پہ کون پڑ کے مرے ۔ کون یوں ایڑیاں رگڑ کے مرے
عشق کا نام کیوں ڈبو جائیں ۔ آج ہی جان کیوں نہ کھو جائیں
جب تلک چرخ بے مدار رہے ۔ یہ فسانہ بھی یادگار رہے
بولی گھبرا کے پھر ٹھہر میری جان ۔ کچھ سنا بھی کہ کیا بجا اس آن
حسرت دل تھوڑی باقی ہے ۔ اور یہاں رات تھوڑی باقی ہے
گود میں اپنی پھر بٹھا لو جان ۔ پھر گلے سے ہمیں لگا لو جان
ڈال دو پھر گلے میں باہوں کو ۔ پھر گلوری چبا کے منہ میں دو
پھر کہاں ہم کہاں یہ صحبت یار ۔ کر لو پھر ہم کو بھینچ بھینچ کے پیار
پھر مرے سر پہ رکھ دو سر اپنا ۔ گال پھر رکھ دو گال پر اپنا
پھر اسی طرح منہ سے منہ کو ملو ۔ پھر وہی باتیں پیار کی کر لو
لہر پھر چڑھ رہی ہے گالوں کی ۔ لچھ سنگا ہٹا دو پھر اپنے بالوں کی

پھر ہم اٹھنے لگیں بٹھا لو تم
پھر بگڑ جائیں ہم منا لو تم

پھر کیوں کو چبا کے بات کرو
پھر ذرا مسکرا کے بات کرو

پھر بلائیں تمہاری یار لیں ہم
آؤ پھر سر سے سر اتار لیں ہم

روؤ نہ اس طرح سے تو زار قطار
دشمنوں کو کہیں چڑھے نہ بخار

آپ اچھے بھلے بچھڑ جائیں
اور لینے کے دینے پڑ جائیں

کاٹ لے کوئی وہ پٹے میرا
بال بیکا نہ ہو مگر تیرا

میں دل و جاں سے ہوں فدا تیری
لے کے مر جاؤں میں بلا تیری

اب تو کیوں ٹھنڈی سی سانس بھرتا ہے
کیوں مرے دل کے ٹکڑے کرتا ہے

میں ابھی تو نہیں گئی ہوں مر
کیوں سجائیں ہیں آنکھیں رو رو کر

اسقدر ہو رہا ہے کیوں غمگیں
کیوں مٹاتا ہے اپنی جان حزیں

کر نہ رو رو کے اپنا حال زبوں
ارے ظالم ابھی تو جیتی ہوں

اشک بہتے ہیں ناگوار ترے
تو نہ رو ہو گئی نثار ترے

ایسے قصے ہزار ہوتے ہیں
یوں کہیں مرد بھی روتے ہیں

یوں تو آنسو نہ اب بہا اپنے
دل کو مضبوط رکھ ذرا اپنے

رنج سے میرے کچھ اداس نہ ہو
یوں تو للہ بد حواس نہ ہو

تم تو اتنے میں ہو گئے رنجور
تھک گئے اور ابھی ہے منزل دور

اسی غم نے تو مجھ کو مارا ہے
صدمہ تیرا نہیں گوارا ہے

اپنے مرنے کا کچھ نہیں ہے الم
دل میں میرے فقط ہے اسکا غم

جان ہم نے تو اس طرح کھوئی
کون تیری کرے گا دلجوئی

آکے سمجھائے گا بجھائے گا کون
کون روکے گا اس طبیعت کو
گو کہ جیتا ترا ہراس نہیں
میں کہاں ہوں جو ساتھ دوں تیرا
یوں تسلی تری کرے گا کون
کون یوں خوش کرے گا جی تیرا
جی لگے گا نہ ساتھ میں اس کا
پر میں اس دل کو کیا کروں کمبخت
گر آ عقبے میں روسیاہ چلی
جی کو تجھ پر فدا کیا میں نے
بولی پھر زانوؤں پہ مار کے ہاتھ
جوں جوں گھڑیال واں بجاتا ہے
یوں تو کوئی نہ درد غم میں گڑھے
کچھ عجب ہو رہا ہے جان کا طور
آنسو آنکھوں میں بھر بھر آتے ہیں
دل کو سمجھاتی ہوں میں بہتیرا
گو تو بیٹھا ہوا ہے پاس مرے
ہوش آئے ہوئے بھی جاتے ہیں
پیش یوں فرقت حبیب نہ ہو

اس طرح سے گلے لگائے گا کون
کس سے کہہ جاؤں اس وصیت کو
کوئی دلسوز بھی تو پاس نہیں
ہاتھ میں کس کے ہاتھ دوں تیرا
میری صورت پہ پھر مرے گا کون
دل ہے اس غم سے مضمحل میرا
دل لئے رہنا ہاتھ میں اس کا
آسماں دور ہے زمیں ہے سخت
مگر اتنی سی میں تباہ چلی
حق وفا کا ادا کیا میں نے
نہیں معلوم اب ہے کتنی رات
جی مرا سنسنایا جاتا ہے
سو کے جاتے ہیں ہاتھ پاؤں مرے
گھٹتی ہوں کچھ نکلتا ہے کچھ اور
دست و پا سارے تھرتھراتے ہیں
پر سنبھلتا نہیں ہے دل میرا
پر ٹھکانے نہیں حواس مرے
دل کو کیا کیا خیال آتے ہیں
کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

دوسرے اب یہ اور ماتم ہے
خاک تسکین جان زار کریں
سمجھے ہیں تم نے دیا یہ انکو جواب
تم تو لیوں اپنی جان دو مری جان
دل سے رکھنا ذرا یہ اپنے دور
مجھ پہ یہ دن تو کبریا نہ کرے
جان دیدو گی تم جو کھا کر سم
جو یہ دیکھیگا خوب روئے گا
اک ذرا مجھ سے تو کہو یہ حال
دل ہی دلمیں الم اٹھاتی ہو
پھوپھا ماں باپ سے اگر ہے الم
چوک ہوتے ہیں قوم کے اشراف
کچھ تمہیں پر نہیں ہے یہ افتاد
صدمہ سر ایک پر گذرتا ہے
ہوں جو کانفس یہ قیامت ہے
تم تو نام خدا سے ہو دانا
کیا بھروسا حیات کا ان کی
ہوش رہتے نہیں ہیں اس سن کے
اتنی سی بات کا غبار ہے کیا

سانگ باقی بہت ہے شب کم ہے
اب وصیت کریں کہ پیار کریں
میرے دل کو بس اب کرو نہ کباب
میں وصیت سنوں خدا کی شان
کون کمبخت یہ کرے گا امور
تم مرو میں جیوں خدا نہ کرے
میں بھی مر جاؤں گا خدا کی قسم
آگے پیچھے جنازہ ہوئے گا
جی میں کیا آیا آپ کے یہ خیال
جان دیتی ہو زہر کھاتی ہو
اسکا کرنا نہ چاہیے تمہیں غم
یوں ہی کرتے ہیں وہ قصور معاف
سب کے ماں باپ ہوتے ہیں جلاد
زہر کھا کھا کے کوئی مرتا ہے
ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے
اس پہ رتبہ نہ ان کا پہچانا
نہ برا مانو بات کا ان کی
یہ تو مہمان ہیں کوئی دن کے
ان کے کہنے کا اعتبار ہے کیا

غور سے کیجیے جو دل میں خیال / اُن کا غصہ نہیں ہے جائے ملال
سن کے اُسنے دیا یہ مجھکو جواب / ہم نے دیکھی نہیں ہے چشم عتاب
بے حیا ایسی زندگی کو سلام / منہ پہ آئے نہ تھے کبھی یہ کلام
طعنے سنتی ہوں دو مہینہ سے / موت بہتر ہے ایسے جینے سے
خون دل کب تلک پئے کوئی / بیحیا بن کے کیا جیئے کوئی
نوج انسان بے حمیت ہو / آدمی کیا نہ جس کو غیرت ہو
بات وہ کس طرح بشر سے اُٹھے / نہ سنی ہو کبھی جو کانوں سے
وہ سنے جس کو اسکی عادت ہے / اسمیں کیا اپنی اپنی غیرت ہے
پر مرے جیتے جی تو بہر خدا / اپنے مرنے کا ذکر منہ پہ نہ لا
گو بنا پڑ گیا ہے رنج و محن / جان کھو دیں گے آپ کے دشمن
تم نے جی دینے کی جو کی تدبیر / حشر کے روز ہوں گی دامنگیر
تو سلامت جہاں میں رہ میری جاں / نکلیں ماں باپ کے ترے ارماں
واسطے میرے اپنا دل نہ کڑھا / چاند سی بہو گھر میں بیاہ کے لا
ہے یہی لطف زندگانی کا / دیکھ سکھ اپنی نوجوانی کا
چار دن ہے یہ نالہ و فریاد / عمر بھر کون کس کو کرتا ہے یاد
لطف دنیا کے جب اُٹھاؤ گے / ہمکو دو دن میں بھول جاؤ گے

رخصتی ملاقات

کہتا ہی تھا یہ جب گھڑیال / سنتے ہی اسکے ہو گئی بیحال
ہو گیا فرط غم سے چہرہ زرد / دست و پا تھرتھرا کے ہو گئے سرد

مردنی غنچہ چھا گئی اس کے
دل میں گذرا جو اس کے غنچہ کا شک
ٹھنڈی جس دم چلی نسیم سحر
اتنے میں صبح کی بجی وردی
ہوئے ثابت جو صبح کے آثار
بید کی طرح جسم تھرایا
باتیں کرتی جو تھیں سو بھول گئی
بولی پھر اسکے رہیو اس سے گواہ
اب فقط ہے یہ خون بہا میرا
کہہ کے پھر وہ لپٹ گئی اک بار
سر سے لیکر بلائیں تا بہ قدم
آگ لگ جائے وہ گھڑی کمبخت
پھر یہ بولی وہ پھسک کر آنسو
آزماتی تھی تجھ کو کستی تھی
کہہ کے یہ بات ہوگئی وہ سوار
آتش غم بھڑک گئی دونی
یاد آتی تھی جب وصیت یار
تھی مصیبت جو یہ بلا انگیز
دل میں کہنے کو اس سے تھا جو ملال

دل میں وحشت سما گئی اس کے
ہوئی استادہ جا کے زیر فلک
ہو گیا حال اور بھی ابتر
دوڑی چہرے پہ ہو گئی زردی
ہوگئی اور اس کی حالت زار
سر سے پاؤں تلک عرق آیا
دم لگا چڑھنے سانس پھول گئی
اور کہا لا الٰہ الا اللہ
بخشیو مجھ کو کہا سنا میرا
اور کیا بھینچ بھینچ کر کے پیار
بولی تم پر نثار ہوتے ہیں ہم
بام پر آئی تھی میں کوچ کے وقت
میرے سر کی قسم نہ کڑھیو تو
میں ترے چھیڑنے کو ہنستی تھی
یاں بندھا آنسوؤں کا آنکھ سے تار
تپش قلب سے کی افزونی
وہم لاتا تھا دل ہزار ہزار
دھیان آتے تھے کیا کیا وحشت خیز
آتے تھے ذہن میں عجیب خیال

کون روکے گا جا کے گھر بیٹھے
ہر گھڑی تھا جو اضطراب فزوں
اٹھا ایک سمت سے وہ غل
شعلہ ایک آگ کا بھڑکنے لگا
یوں تو گذرے تھے دو پہر روتے
ہو گیا دل کو اس طرح کا ہراس
کہا اک دوست سے کہ تم جا کر
رو رہے ہیں ہم سے بد نصیب کہیں
یوں جو اپنی یہ جان کھوتے ہیں
کیا ہوا ان پہ صدمہ جانکاہ
گئے آخر ادھر مرے احباب
کیا اس طرح آ کے مجھ سے بیان
باغ کے پاس جو بنا ہے گھر
یوں تو اک شور راہ بھر میں ہے
صاف کھلتا نہیں ہے یہ اسرار
ہم ہوتا ہے عقل کے ادراک
نہ پوچھ تو نے ایسی ہی روداد
یوں برپا ہے بے سبب ماتم
شبہ ہوتا ہے دیوانہ
کہیں تھا ایسا ہے کسی کا دل
ہیں دنیا سے شاید چھٹ گیا بالکل
تھا اک دم بھی واں غرور نہیں

جو کہا ہے وہی نشہ کر بیٹھے
چپکا روتا تھا بیٹھا میں محزوں
ہوش جس سے گیا اور گئے بالکل
شکل بسمل کے دل پھڑکنے لگا
اور یار دوستوں کے اڑ گئے طوطے
آئے سو طرح کے وسواس
جلد اس شور و غل کی لاؤ خبر
مر گیا ان کا کیا حبیب کہیں
کون ہیں کس لیے یہ روتے ہیں
یہ جو کرتے ہیں ایسے نالہ و آہ
لے کے آئے خبر وہاں سے شتاب
کہ یہاں سے ہے اک قریب مکان
واں فروکش ہیں ایک سوداگر
پر یہ آفت انہیں کے گھر میں ہے
مر گیا کوئی یا کہ ہے بیمار
کہ نہیں بے سبب اڑاتے خاک
گو کہ ہے یہ شور نالہ و فریاد
ہے نکلتا کسی جوان کا دم
کوئی مرتا ہے صاحب خانہ
بیٹے سر پیٹیں صاحبان محل
ہے فقط ایک ہائے ہائے کا غل
کس سے پوچھیں کسی کو ہوش نہیں

روتے جس ور و سے ہیں وہ اس دم
کہہ گئی تھی جو وہ کہ کھاؤں گی زہر
کوچہ سے نہ اس کا نام لیا
دوستوں نے جو دیکھی یہ حالت
حال دل یوں تمہارا غیر جو ہے
بے سبب کس لیے ہوئے ہو اداس
کونسی آفت آگئی اس دم
کیا ہے اسے جو بیقرار ہوا اب
ایسی حالت جو پیچ و تاب کی ہے
شہر میں روز لوگ مرتے ہیں
فکر کرنا ہے اس طرح کی زبوں
سن کے ماں باپ کیا کہیں گے بتاؤ
تم کو کیا ہے جو جان کھوتے ہو
چھوڑتے ہو بلبل کس غم سے
طعنہ آمیز دوستوں سے بیان
نہ دیا ان کو مارے غم کے جواب
اٹھ گئے دوست آشنا جس دم
حال دل سینہ میں ہوا جو تباہ
دیکھا برپا ہے ایک حشر کا غل
اسطرف سے جو لوگ آتے ہیں

دیکھا جاتا نہیں خدا کی قسم
میں یہ سمجھا کہ ہو گیا وہی قہر
دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام لیا
بولے اس طرح از رہ الفت
کہ اس وقت کیا ہے خیر تو ہے
اڑ گئے کیوں تمہارے ہوش و حواس
مردنی منہ پہ چھا گئی اس دم
کوئی مرجائے تم کو کیا مطلب
تم کو کیا وجہ اضطراب کی ہے
خفقان اس کا کوئی کرتے ہیں
یوں ہی ہو جاتا ہے بشر کو جنوں
ہوش پکڑو ذرا حواس میں آؤ
بے سبب آپ ہی آپ روتے ہو
حال دل کا کہو تو پوچھیں ہم سے
ہوئے معلوم نشتر رگ جان
ڈھانپ کر منہ کیا کہا نہ جواب
کھول کر منہ اٹھے وہاں سے ہم
بیٹھا گھر سے میں آنکر سر راہ
بہر سے راہ بند ہے بالکل
یہی آپس میں کہتے جاتے ہیں

دختر کے غم میں والدین کی پریشانی کا منظر ہے

حال ان کا بھی جائے رقت ہے
نوچ ڈالے ہیں سارے سر کے بال
آفت تازہ سر پہ ہے آئی
دھیان ان کی طرف جو جاتا ہے
جو کہ تھے ان میں صاحب اولاد
کہتے تھے کوٹ کر سر و سینہ
مرگ اولاد کا وہ ماتم ہے
کوئی کہتا تھا کیسی آفت ہے
یوں تو ہے از پئے زمانہ مرگ
کوئی بولا کہ ہے سبھی کو ملال
آتش غم سے دل ہوا ہے کباب
چشمہ جاری ہے چشم گریاں کا
نہیں دم بھر کسی کو واں آرام
پھوڑ ڈالے ہیں سب نے سر اپنے
بچے تھے نقال جان کھوتے ہیں
حال دیکھا جو میں نے یہ اکثر
نہ رہی تاب رنج کے مارے
بحر الفت نے دل میں مارا جوش
عشق کی تھی جو دل کو بیماری

داغ اولاد کا قیامت ہے
کیا پریشاں ہے والدین کا حال
بک رہے ہیں مثال سودائی
غم سے منہ کو کلیجہ آتا ہے
حال ابتر تھا ان کا حد سے زیاد
کیوں نہ دشوار ان کا ہو جینا
رنج و غم جسقدر کریں کم ہے
نوجوان مرنا بھی قیامت ہے
نہ مرے پر کوئی جوانا مرگ
دیکھا جاتا نہیں یہ باپ کا حال
ہے تپاں مثل ماہی بے آب
ہوش باقی نہیں تن و جاں کا
دیکھنے والے رو رہے ہیں تمام
سر و پا کی نہیں خبر اپنے
سارے دوکاندار روتے ہیں
ہل گیا سینہ میں دل مضطر
لگے تھرانے دست و پا سارے
گر پڑا ہو کے خاک پر بے ہوش
غش کا عالم سا ہو گیا طاری

دو گھڑی بعد پھر جو آیا ہوش | دیکھا برپا عجب ہے جوش و خروش

معشوق کے جنازے کا نظارہ

آگے آگے ہے کچھ جلوس رواں
سن رسیدہ ہیں عورتیں کچھ ساتھ
کوئی ماما ہے کوئی دائی ہے
جب وہ بھرتی ہیں غم سے آہ سرد
ہوتا غیروں کو ہے ملال انکا
کچھ بیاں ایسے ہوتے جاتے ہیں
اسکے پیچھے پڑی ہے اس پہ نگاہ
شامیانہ بنا زری کا ہے

سر کھلے پیچھے کچھ ہیں پیر و جوان
سینہ و سر پہ مارتی ہیں ہاتھ
کوئی انا کوئی کھلائی ہے
سننے والوں کے دل پہ ہوتا ہے درد
دیکھا جاتا نہیں ہے حال ان کا
راستہ والے روتے جاتے ہیں
کہ نہ دیکھے بشر معاذ اللہ
نیچے تابوت اس پری کا ہے



سہرا سر پر بندھا ہے اک زرتار
تھی پڑی اس پہ ایک چادر گل
عود سوز آگے آگے روشن ہے

جیسے گلشن کی آخری ہو بہار
جس سے خوشبو نکلتی ہے بالکل
مر گئی پر بھی لاکھ جوبن ہے

بھیڑ تابوت کے تھی ایسی ساتھ
جیسے آئے کسی دلہن کی برات

سب وضیع و شریف تھے ہمراہ
بھیڑ تھی اسقدر کہ تنگ تھی راہ

ساتھ تھے خویش و اقربا سارے
رو رہے تھے غریب بیچارے

پیچھے پیچھے تھا سب کے سوداگر
بسکہ پریشان اداس خاک بسر

آگے آگے جنازہ جاتا تھا
غش اسے ہر قدم پہ آتا تھا

ہاتھ تھامے تھے اقربا سارے
تا کسی جا پہ سر نہ دے مارے

حال اس درجہ ہو رہا تھا زبوں
بہتا جاتا تھا سر کے زخم سے خوں

سب امیر و فقیر روتے تھے
دیکھ کے راہگیر روتے تھے

پیچھے سب کے قفس میں تھی مادر
کہتی جاتی تھی اس طرح رو کر

تیری میت پہ ہو گئی میں نثار
کم سخن ہائے میری غیرت دار

دل پہ جو گذری وہ بیان نہ کی
کچھ وصیت بھی میری جان نہ کی

کچھ نہیں ماں کی اب خبر تم کو
کس کی یہ کھا گئی نظر تم کو

دل ضعیفی میں میرا توڑ گئیں
بیٹیا اس ماں کو کس پہ چھوڑ گئیں

تازہ پیدا جگر پہ داغ ہوا
آج گھر میرا بے چراغ ہوا

دل کو ہاتھوں سے کوئی ملتا ہے
جی سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے

زہر دیدے کوئی میں کھا جاؤں
یا زمیں شق ہو میں سما جاؤں

داغ تیرا جگر جلاتا ہے
چاند سا مکھڑا یاد آتا ہے

مٹ گیا لطف زندگانی کا
دل کو غم ہے تری جوانی کا

بیاہ تیرا رچانے پائی نہ میں
کوئی حسرت تو نے پائی نہیں

تیری صورت کے ہو گئی قربان
ہو میں کس بات پر خفا بولو
بولتیں تم نہیں پکارے سے
کیا قضا نے جگر پہ داغ دیا
نکلا ماں باپ کا نہ کچھ ارماں
ایسی اس ماں سے ہو گئیں بیزار
نہ جیوں گی ترے فراق میں میں
کس مصیبت میں پڑ گئی بیٹا
غم کرتی تھی ایسے صدمہ میں
سن کے اسطرح اسکی ماں کے بین
تھی وصیت جو اس پری کی یاد
گو یہ طاقت نہ تھی کہ چلتا راہ
پیچھے ان سب کے جو رواں تھا میں
اور تڑپتا تھا صورت بسمل
جوں جوں کرتا تھا ضبط میں نالہ
مرغ بسمل کی میری صورت تھی
الغرض پہونچا ساتھ اسکے وہاں
قبر کھدی جو واں نظر آئی
دیکھکر یہ جو لوگ رونے لگے

چلیں دنیا سے کیسی پر ارمان
اماں واری ذرا جواب تو دو
اب جیوں گی میں کس سہارے سے
آج گھر میرا بے چراغ کیا
ہائے بیٹی چڑھیں نہ تم پروان
لی نہ خدمت بھی پڑ کے کچھ بیمار
دل تڑپتا ہے آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں
کوکھ میری اُجڑ گئی بیٹا
ٹھوکریں تھیں لگی تجھ ہائے میں
اور سینہ میں دل ہوا بے چین
سب کے پیچھے میں ہو لیا ناشاد
پہلا جذب عشق پر ہمراہ
صورت گرد کارواں تھا میں
بیٹھ جاتا تھا گاہ تھام کے دل
ہو جاتا تھا دل تہ و بالا
یاں گرا واں گرا یہ حالت تھی
دفن کا اسکے تھا مقام جہاں
لاکھ روکا پہ چشم بھر آئی
ٹکڑے ٹکڑے جگر کے ہونے لگے

طاقت ضبط گریہ جب نہ رہی
دل سے میں نے یہ اپنے بات کہی

کہہ کے کیا مر گئی وہ جان تجھے
کچھ وصیت کا بھی ہے دھیان تجھے

ہو نہ للہ بے قرار اتنا
ضبط کر نالہ ہو سکے جتنا

دل کو سمجھا کے یہ گیا میں وہاں
جمع سب اس کے اقربا تھے جہاں

دل آفت زدہ کو بہلا کر
چپکا بیٹھا میں اک طرف جا کر

اشک آنکھوں سے گو نہ بہتے تھے
لوگ پر دیکھ کر یہ کہتے تھے

حال چہرے کا آج کیسا ہے
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے

لال آنکھیں ہیں تمتمائے گال
وجہ کیا ہے بیاں تو کیجئے حال

منہ پہ اک مردنی سی چھائی ہے
چہرے پر چھٹ رہی ہوائی ہے

بولا میں اور کچھ نہیں ہے بات
شب کو سویا نہیں میں ساری رات

اس پہ پیدل جو آیا ہیں مجبور
رنگ چہرے کا ہو گیا کافور

ترک عادت بھی ایک آفت ہے
رات کا جاگنا قیامت ہے

دل کا شک ان کے سب نکال دیا
یہی کہہ سن کے ان کو ٹال دیا

غل ہوا اٹھنے میں سب آتے جائیں
فاتحہ پڑھتے جائیں جاتے جائیں

سن کے یہ سب وہاں سے گئے احباب
بخشا پڑھ پڑھ کے فاتحہ کا ثواب

جبکہ اس سے بھی ہو گئی فرصت
آ کے اٹھنے سے ہو گئے رخصت

پائی تنہا جو میں نے یار کی قبر
دل کو باقی رہی نہ طاقت صبر

تھا جو اس شمع رو کا پروانہ
دوڑ کر آیا مثل دیوانہ

گر پڑا آ کے قبر پہ اک بار
اور لگا رونے مثل ابر بہار

نہ رہا تھا جو اختیار میں دل | لوٹا تربت پہ صورت بسمل

عاشق کی سخت جانی اور مثنوی کا خاتمہ

مر گئی تھی جو مجھ پہ وہ گلفام | زندگی ہو گئی ہے مجھے بھی حرام
دیکھا آنکھوں سے تھا جو ایسا قہر | کھا گیا میں بھی گھر میں آ کر زہر
دو پہر تک تو قے رہی جاری | بعد پھر اس کے غش ہوا طاری
تین دن تک رہی وہ بیہوشی | ہو گئی جس سے خود فراموشی
عین غفلت میں پھر یہ دیکھا خواب | کہ یہ کہتی ہے وہ بچشم عتاب
سن تو رے تو نے زہر کیوں کھایا | کچھ وصیت کا بھی نہ پاس آیا
ہوئے خود رفتہ ایسی حد سے زیاد | دو ہی دن میں بھلا دی میری یاد
دل سے میرا بھلا دیا کہنا | ہاں یہی چاہئے تھا کیا کہنا
کہہ کے یہ جب وہ ہو گئی روپوش | کھل گئی آنکھ آگیا مجھے ہوش
زہر کا پھر نہ کچھ اثر پایا | اک تعجب سا مجھ کو یہ آیا
آشنا دوست سب کا تھا یہ بیان | مر کے بھی جی اٹھے خدا کی شان
ہو گیا والدین کو جو سرور | بڑھ گیا دل کا چین چشم کا نور
اقربا سب کے ہو گئے دل شاد | آ کے دینے لگے مبارکباد
ماحصل اتنا تھا اس کہانی سے | ہم رہے جیتے سخت جانی سے
عشق میں ہم نے یہ کمائی کی | دل دیا غم سے آشنائی کی

تمت

۱۳۳۵

نیا تحفہ جدید تصانیف

ملال مصطفےٰ
تخت یزید پلید
جنگنامہ حضرت مسلم معہ فرزندان ۸/

ملال شہادت
جنگنامہ حضرت حسن ۵/

ملال حسین
جنگنامہ محمد حنیف
جنگ یزید پلید ۸/

ملال فاطمہ
جنگنامہ کربلا
جنگنامہ حضرت حسین ۱۰/

ملال حسن
نامراد دولہا
جنگنامہ حضرت قاسم ۴/

جنگنامہ محمد حنیف
معہ ملک توران ۳/

جنگنامہ حضرت علی
معہ جنگ بیر الم از قوم جن ۳/

ملال مرتضےٰ
جنگنامہ قلعہ خیبر ۳/

صبر حسین ۲/
صبر ایوب ۲/
صبر ابراہیم ۲/
صبر یونس ۲/
صبر یعقوب }
حسن یوسف } ۱/
مثنوی ماہ پیکر ۱/
مثنوی سلیمان بلقیس ۲/